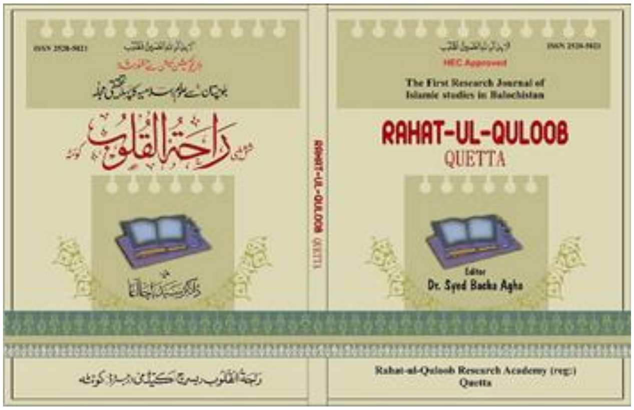

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

غلوفی الدین کی مروجہ صورتوں کا تجزیاتی مطالعہ مذہبی پیشواؤں کی قیادت کے تناظر میں

Analytical Study of the contemporary practices of exaggeration in Religion (In Religious leaders perspective)

AUTHOR

1. Dr. Hafiz Naseer Ahmad, Post Doc research fellow international Islamic University, Islamabad. Email: drhafiznaseerahmad@gmail.com
2. Dr Muhammad Waris Ali, Assistant Professor, Islamic studies Department, Lahore Garrison University, Lahore. Email: mawrisali@lgu.edu.pk

How to Cite: Dr. Hafiz Naseer Ahmad, & Dr. Muhammad Waris Ali. (2024). URDU: غلوفی الدین کی مروجہ صورتوں کا تجزیاتی مطالعہ مذہبی پیشواؤں کی قیادت کے تناظر میں: Analytical Study of the contemporary practices of exaggeration in Religion (In Religious leaders perspective). *Rahat-Ul-Quloob*, *8*(1), 51-62. Retrieved from https://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/456

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/456

Vol. 8, No.1 || January–June 2024 || URDU-Page. 51-62

Published online: 09-06-2024

غلوفی الدین کی مروجہ صورتوں کا تجزیاتی مطالعہ مذہبی پیشواؤں کی قیادت کے تناظر میں

Analytical Study of the contemporary practices of exaggeration in Religion (In Religious leaders perspective)

[1]حافظ نصیر احمد   [2]محمد وارث علی

ABSTRACT

Religion is the basic need of the man. Everybody has link with the religion directly and indirectly. The meaning to accept the religion is to obey the commandments. Obeyance creates the sense that the creator and organizer of this universe deserves to be worshiped. Exaggeration in everything is bad but the religion is the divine commandments. Some people are careless in their religion. They exaggerate in their religious activities and rituals. There is much need to aware the people about the situation of the Muslims in the present era. This research is analytical that has been conducted to with the help of Quranic verses and the teachings of the last prophet Muhammad peace and blessings be upon him. It is the need of the hour to overcome the bad habits and practices of the Muslims. Ijtihad should be started on the basic foundations of Islam to meet the challenges of the new era.

Keywords: Exaggeration, Religion, Religious Leaders.

تمہیدی کلمات:

دین ومذہب انسان کی بنیادی ضرورت ہے ہر انسان بالواسطہ یابلاواسطہ مذہب سے منسلک ہے۔ دین کو تسلیم کرنے کا مطلب، خود کو اُس کے بیان کردہ احکام و تعلیمات کے تابع کرنا ہے۔انسان کی احکاماتِ الٰہیہ کی اطاعت اُس کے مَن میں بندگی کا احساس بیدار رکھتی ہے۔ طاعت بندہ مؤمن میں یہ احساس اُجاگر کرتی ہے کہ اس کائنات کو بنانے والی، اور اس کا نظام چلانے والی خدائے بزرگ وبرتر کی ہستی ہی اس لائق ہے کہ اس کے حکم پر اعمال بجالائے جائیں۔ اور ہر مخلوق کو اُسی کے سامنے سجدہ ریز ہونا ہے، جیسا کہ ارشاد مبارک ہے:

"وَلِلّٰهِ يَسۡجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الۡاَرۡضِ"[1].

ترجمہ: اور جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں چلنے والا ہے، سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔

علامہ بغوی اس آیت مبارکہ کی تشریح میں لفظ "یسجد" کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"السُّجُودُ الطَّاعَةُ وَالْأَشْيَاءُ كُلُّهَا مُطِيعَةٌ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ"[2].

ترجمہ: یہ سجدہ اطاعت ہے اور تمام اشیاء اللہ عزوجل کی اطاعت کرتی ہیں۔

کائنات کی ہر چیز خدائے بزرگ وبرتر کے حضور سربسجود ہے، لہذا انسان پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق فریضہ بندگی بجالائے۔ اخلاص کے ساتھ ادائے بندگی کی ہر کاوش انسان کے لیے ذریعہ نجات ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:

"فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ [3]".

ترجمہ: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک تم سے ہو سکے اور سنو اور حکم مانو اور راہِ خدا میں خرچ کرو یہ تمہاری جانوں کے لیے بہتر ہو گا۔

اطاعت میں اخلاص انسان کے لیے ربّ العالمین کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے۔ سلسلہ اطاعت صرف عبادات تک محدود نہیں ہے بلکہ پوری زندگی کے امور پر محیط ہے۔ اگر اطاعت کی بدولت انسان کو باری تعالیٰ کی نعمتیں میسّر آتی ہیں، تو تعمیل احکامات کے معاملے میں انسان کی مرضی کا عمل دخل، خالقِ کائنات کی ناراضگی کا باعث بنتا ہے۔

غلو فی الدین کا مفہوم:

دین کی تعلیمات کے تابع ہونے کی بجائے انسان اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے دینی احکامات کی تعبیرات و تشریحات اپنی منشاو مرضی کے مطابق بیان کرنا شروع کر دے، یہ غلو فی الدین ہے۔ "غلو فی الدین" قرآنی تصور ہے جو دینی امور میں افراط و تفریط کے تصور میں استعمال ہوا ہے۔ اہل کتاب چونکہ دینی امور میں کمی و بیشی کے مرتکب ہوئے، اس بنا پر اُن کو خطاب کرتے ہوئے قرآنِ حکیم نے فرمایا:

"يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ [4]".

ترجمہ: اے کتاب والو! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو۔

صاحبِ تدبّرِ قرآن، شیخ امین احسن اصلاحی "غلو فی الدین" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دین میں جس چیز کا جو درجہ، مرتبہ یا جو وزن و مقام ہے اس کو بڑھا کر کچھ سے کچھ کر دیا جائے۔ جو چیز پاؤ سیر ہے وہ من بھر کر دی جائے، جو حکم صرف استحباب و استحسان کا درجہ رکھتا ہے اس کو فرض اور واجب کا درجہ دے دیا جائے [5]"۔

غلو فی الدین کی ممانعت کی علّت:

کسی انسان کے دین کے احکامات میں کمی و بیشی کرنے کا مطلب ہے کہ جو حکم باری تعالیٰ نے دیا ہے، وہ اُس کی سمجھ کے مطابق ناتمام فوائد پر مبنی ہے، لہٰذا اس پر کچھ کم یا زیادہ کیا جائے تا کہ ان مقاصد کی تکمیل ہو سکے جو انسان چاہتا ہے۔ گویا کہ غلو فی الدین انسانی منشاو مرضی کی تکمیل کا نام ہے، جبکہ انسان سے مطلوب تو خالقِ کائنات کی اطاعت و بندگی ہے۔ بالفاظ، دیگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ غلو فی الدین، دین کی مقتضیات کے منافی ہے۔ انسان کا دینی امور میں افراط و تفریط گویا اس امر کا اعلان ہے کہ وہ خالق کے عطا کردہ نظام پر راضی نہیں یا اُس نظام میں سقم ہے، جس کے ازالہ کے لیے اس کو متعلقہ حکم میں کمی یا زیادتی کرنا ناگزیر ہے۔ غلو فی الدین انسان کے متبوع ہونے کی علامت ہے، جبکہ انسان کو تابع رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس بنا پر غلو فی الدین حرام ہے۔

غلو فی الدین کی مروجہ صورتیں:

عصرِ حاضر میں متعدد ایسے افعال ہیں، جو غلو فی الدین کے زمرے میں آتے ہیں اور عوام الناس میں رائج ہو چکے ہیں۔ لوگ ان افعال کی ادائیگی کو دین کی تکمیل کا ذریعہ سمجھتے ہیں، جبکہ عدم ادائیگی کی صورت میں دینی اعتبار سے خود کو نامکمل گردانتے ہیں۔ اور نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ عوام الناس کی بڑی تعداد دین کو صرف انہی افعال تک محدود کر چکی ہے۔ مثلاً خوبصورت آواز کو دین میں ثقاہت کی دلیل، عوام

الناس کا دل بہلانے کو علم کی دلیل، خود ساختہ عقیدت کو عین دین اور خود ساختہ دینی تصورات کو مؤمن ہونے کی دلیل جبکہ اس مصنوعی تصور کے خلاف کسی بھی عمل یا نظریے کو کفر و شرک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

غلو فی الدین کے اسباب:

غلو فی الدین کا بنیادی سبب تو دینی رہنمائی میں نقص کا وجود ہے، تاہم آسانی کی خاطر دین کو چند رسم و رواج تک محدود کر کے من مانی زندگی بسر کرنا بھی اس کا ایک سبب ہے۔ اطاعت و بندگی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ نفس و شیطان کی حیلہ بازیاں ہیں۔ ایک انسان کے لیے سب سے بڑھ کر مشکل عمل اطاعت کا بجالانا ہے۔ علامہ ابو القاسم قشیری دین سیکھ کر اس پر عمل پیرا ہونے کی مشکل کو بیان کرنے کے ضمن میں حضرت ابو یزید بسطامی علیہ الرحمہ کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"عملت في المجاهدة ثلاثين سنة فما وجدت شيئا أشد علي من العلم ومتابعته"[6].

ترجمہ: میں نے تیس سال تک مجاہدہ کیا لیکن مجھ پر علم سیکھ کر اس پر عمل کرنے سے زیادہ کوئی بھی عمل دشوار نہیں گزرا۔

جبکہ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ اطاعت (علم و عمل) کو بجالانے کی مشکلات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اندر دوزخ خیمہ زدن دستر ازاں بود بر فاسق کہ یک مسئلہ از علم بہ کار بستن"[7].

ترجمہ: فاسق پر ایک شرعی مسئلہ معلوم کر کے عمل کرنا جہنم پر خیمہ لگانے کی بنسبت آسان ہے۔

غلو فی الدین کے دیگر اسباب میں سے جہالت، ہٹ دھرمی، تعصب، عدم برداشت وغیرہ شامل ہیں، تاہم نیک دینی قیادت کا میسّر نہ آنا اور اطاعت سے روگردانی اس کے بنیادی وجوہ ہیں۔ قرآنِ حمید نے ایک مقام پر اطاعت کو قبول کر لینے کی مشکل کو یوں بیان فرمایا ہے:

"كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ".

ترجمہ: مشرکوں پر بہت ہی گراں ہے وہ جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو۔

تبلیغ دین اور مبالغہ آرائی:

دین متین کی تعلیمات کا ابلاغ نہایت سعادت مندی کا مشغلہ ہے۔ تاہم ایک مبلغ جن اوصاف سے متصف ہونے کو لازمی قرار دیا گیا ہے، ان میں سے امانت داری ایک نمایاں وصف ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ایک مبلغ دین کا جو بھی حکم عوام الناس تک پہنچائے گا، اس میں کمی و بیشی نہیں کرے گا، بلکہ اُسے جیسا ہے ویسے کی بنیاد پر بیان کرے گا، اور اس میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں کرے گا۔ تاہم اس امتحان میں بہت کم افراد ہی کامیابی کا سفر طے کرتے ہیں، اکثر مبلغین کے جذبات و احساسات اور تفکّرات ابلاغ کے عمل پر غالب آجاتے ہیں، جس کے نتیجے کے طور پر مبلغین کے جذبات تو عوام الناس تک پہنچ جاتے ہیں، لیکن شاید دین کی تعلیمات نہیں پہنچ پاتی۔

مبلغ کی سوچ اور فکر اگرچہ اس عمل کو کسی نہ کسی حد تک ضرور متاثر کرتی ہے، تاہم مبلغ کی اپنی فکر کا دین کی فکر پر غالب آجانا معاشرے کے افراد کے لیے مہلک ہے۔ یہ حقیقت نا قابل تردید ہے کہ جو برکات دین کی تعلیمات میں مضمر ہیں، وہ ایک انسان کی فکر میں کبھی نہیں ہو سکتی۔ انسان اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے، اور خلاق و مخلوق کے پیغام میں یکسانیت کا پایا جانا ناممکن ہے۔

خود پسندی:

اللہ کریم کی سنت جاریہ ہے کہ وہ مختلف افراد کو زمین میں خوشحالی اور فراوانی عطا فرماتا ہے۔ نعمتوں کا میسر آنا انسان میں عجب کو جنم دیتا ہے۔ نفس و شیطان انسان میں خود پسندی راسخ کرتے ہیں اور انسان یہ سوچنے لگتا ہے کہ وہ اللہ کریم کا محبوب شخص ہے تبھی تو اللہ تعالی نے اسے نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ خود پسندی کا مرض جیسے جیسے بڑھتا جاتا ہے، انسان کا عمل کم جبکہ نافرمانی کا سلسلہ طویل ہوتا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید نے اہلِ کتاب کے حوالے سے غلو الدین کی اصطلاح استعمال فرمائی ہے۔ اہل کتاب کی دینی امور میں مبالغہ آرائی نے ان کو خود پسند بنا دیا۔ بنی اسرائیل اپنے وقت کی لاڈلی اور ممتاز قوم تھی جسے اللہ تعالی عزوجل نے ایمان کی نعمت کی بنا پر تمام اقوام پر فضیلت بخشی تھی اور اس پر بہت زیادہ احسانات کیے تھے۔ ارشادِ ربّانی ہے:

"يٰبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ[8]"۔

ترجمہ: اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ میں نے تمہیں اس سارے زمانے پر فضیلت عطا فرمائی۔

بنی اسرائیل کی متعدد کوتاہیوں کو نظر انداز کیا گیا اور وقتاً فوقتاً ان پر انعامات الٰہیہ کی بارش ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن میں تقریباً چار ہزار انبیائے عظام مبعوث فرمائے، تین مشہور آسمانی کتابیں ان کو عطا فرمائیں اور بادشاہت سے بھی نوازا، لیکن ان نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی بجائے وہ خود پسندی کا شکار ہو گئے، اور کہنے لگے:

"وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ[9]"۔

ترجمہ: اور یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔

اور خود کو جنت کے ٹھیکیدار سمجھنے لگے:

"وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى[10]"۔

ترجمہ: اور اہل کتاب نے کہا ہر گز جنت میں داخل نہ ہو گا مگر وہی جو یہودی ہو یا عیسائی۔

اہل کتاب کے زوال کے اسباب میں سے ایک عنصر ان کی خود پسندی تھی۔ جس کی بنا پر انہوں نے دین میں مبالغہ آرائی کی اور غلو فی الدین کی عملی تعبیر قرار پائے۔

خواہشات نفس کی پیروی:

دین میں مبالغہ آرائی کے اسباب میں سے خواہشاتِ نفس کی پیری ایک اہم سبب ہے۔ خود پسندی انسان کی صلاحیتوں کو مفقود کر دیتی ہے، جس سے انسان میں عقل و خرد کی صلاحیتیں ماند پڑھ جاتی ہیں اور وہ اپنی خواہشات نفس کو ہی اپنا دین بنالیتا ہے۔ انسان جب حلت و حرمت کا انحصار اپنی خواہشاتِ نفس پر کر لیتا ہے تو گویا کہ وہ اپنی خواہشات کو ہی اپنا خدا بنالیتا ہے۔ جس کے بعد وہ حق سننے، سمجھنے، دیکھنے اور نصیحت قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ[11]"۔

ترجمہ: بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا۔

اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں سید ابوالاعلیٰ مودودی خواہشاتِ نفس کو خدا بنانے کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جس کام کو اس کا دل چاہے اسے کر گزرے، خواہ خدا نے اسے حرام کیا ہو، اور جس کام کو اس کا دل نہ چاہے اسے نہ کرے، خواہ خدا نے اسے فرض کر دیا ہو[12]۔

خواہشات نفس کی پیروی کو اپنا خدا بنانے والے شخص کے اس فعل کی مذمت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الْعَاجِزَ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا ، وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ[13]"۔

ترجمہ: بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے حسن انجام کی امید رکھے۔

اسی بات کی تائید میں نبی علیہ السلام کا ارشاد مبارک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں اور تین چیزیں نجات دینے والی ہیں، ہلاک کرنے والی یہ چیزیں ہیں:

"شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ[14]"۔

ترجمہ: ایسا بخل جس کی اطاعت ہو، وہ خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے اور انسان کو خود کو اچھا سمجھنا۔

ابن ابی حاتم ابن اشعث سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی:

"أَن الْقُلُوب الْمُعَلقَة بشهوات الدُّنْيَا عني محجوبة[15]"۔

ترجمہ: جو دل دنیا کی شہوات سے مقید ہیں وہ مجھ سے محروم ہیں۔

امام احمد اور حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں سے اہل کتاب اور اہل اللبن ہلاک ہوں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ قوم جو کتاب کو سکھاتے ہیں اور اس کے ذریعہ ایمان والوں سے جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا اہل اللبن کون ہیں؟ فرمایا:

"قَوْمٌ يَلْزَمُونَ الشَّهَوَاتِ، وَيُضَيِّعُونَ الصَّلَوَاتِ[16]"۔

ترجمہ: وہ قوم جو شہوات کی اتباع کرتے ہیں اور نمازوں کو ضائع کرتے ہیں۔

اخذ مال:

غلو فی الدین کے اسباب میں سے ایک سبب لوگوں سے مال کا حصول ہے، اہل مذہب عوام الناس سے مذہبی عقیدت کی بنا پر مال بٹورتے ہیں، جس کی بدولت لوگ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ دنیا بھر میں اہل مذہب سے عقیدت و احترام کا رشتہ پایا جاتا ہے، اس عقیدت کا تقاضا ہے کہ لوگوں کی درست دینی رہنمائی کی جائے اور ان کو راہِ راست کی طرف بُلایا جائے، لیکن وہ طبقہ جس نے دوسروں کے لیے ہدایت کا سبب بننا ہے، وہ ہی لوگوں کو راہِ حق سے دور کر کے انہیں اپنے مفادات کی تکمیل کے لیے استعمال کرتا ہے۔ اہل کتاب کے علماو

درویش جب اس روش پر گامزن تھے، تو قرآنِ مجید نے ان کی مذمت میں یوں ارشاد فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ[17]"

ترجمہ: اے ایمان والو! بیشک بہت سے پادری اور روحانی درویش باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھاجاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 41 کے شان نزول کے تحت لکھتے ہیں:

"ان رؤساء الیهود وعلماءهم كانت لهم مأكلة يصيبونها من سفلتهم وجهّالهم يأخذون كل عام منهم شيئا معلوما من ذروعهم وضروعهم ونقودهم[18]"۔

ترجمہ: بے شک یہود کے علماء اور رؤساء کو جہلا اور عوام سے بہت آمدنی ہوتی تھی، انہوں نے ان بے چاروں سے سالانہ وظیفہ مقرر کررکھا تھا اور ہر قسم کے مال 'کھیت' مویشی اور نقد سب چیزوں سے حصہ لیتے تھے۔

باوجود اس حقیقت کے کہ اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ کی آیات بیچنے سے منع کیا گیا تھا، بایں معنی کہ عوام الناس کی طرف سے پیش کیے جانے والے نذرانے جاری رکھنے کے لیے وہ لوگوں کو یہ نہیں بتاتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری اور سچے نبی ورسول ہیں، اہل کتاب کے علماو درویش اس حکم کے برعکس عمل کرتے تھے، اور مال ومتاع کے حصول کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے وہ لوگوں کو راہِ حق سے روکتے تھے۔ قرآنِ حمید نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا:

"وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا[19]"۔

ترجمہ: اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی قیمت نہ وصول کرو۔

علامہ بغوی (المتوفی:516ھ) لکھتے ہیں کہ ثمنا قلیلا یعنی دنیا کا معمولی عوض، اور یہ اس طرح کے سردار ان یہود اور علماء یہود کی کچھ خوراک تھی جسے وہ اپنے جاہل عوام سے ہر سال مقدار معلوم میں لیا کرتے تھے، مثلاً کھیتی دودھ والے جانور اور نقدی اب انہیں اس کا خطرہ ہوا کہ اگر انہوں نے صفت محمد مصطفیٰ ﷺ بیان کردی اور حضور ﷺ کے تابع ہوگئے تو یہ خوراک ختم ہو جائے گی پس انہوں نے نبی پاک ﷺ کی صفات کو بدلا اور نام مبارک کو چھپایا، پس اس طرح انہوں نے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا[20]۔

غلو فی الدین کے معاشرے پر اثرات:

غلو فی الدین کے معاشرے پر ہمہ جہت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ مذہب، معاشرت، معیشت، سیاست الغرض ہر شعبہ زندگی بالواسطہ یا بلاواسطہ غلو فی الدین سے متاثر ہے۔ عوام الناس کی اکثریت مذہب سے ایک واجبی سا تعلق استوار رکھنے میں ہی عافیت سمجھتی ہے۔ اور دین کو چند رسوم کا مجموعہ بنا دیا گیا ہے۔ ذیل میں غلو فی الدین کی بنا پر معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ پیش خدمت ہے۔

دلوں کا ٹیڑھا ہونا:

دین میں مبالغہ آرائی کے اثرات میں سے دلوں کی کجی ہے۔ انسان جب بُرائی کی ابتدا کرتا ہے تو اس کے دل میں کھٹکا لگتا ہے، جسے وہ

نظر انداز کر کے دوبارہ بُرائی کا مرتکب ہوتا ہے، تو دل اُسے ملامت کرتا ہے، تاہم سلسلہ شر جب طوالت کا شکار ہو کر بدن گناہ کا عادی بن جاتا ہے تو دل ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ دلوں کی کجی کی بدولت انسان نیکی اور بدی میں تمیز کرنے سے عاجز آجاتا ہے، اور اُسے برائی بھی نیکی کی مانند ہی لگنے لگ جاتی ہے۔ قرآنِ مجید نے اس بد اخلاقی کے نتائج کو یوں بیان فرمایا:

"فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ[21]".

ترجمہ: پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دی۔

جب کج روی انسان کی فطرت ثانیہ بن جائے تو اس پر مہر ضلالت ثبت کر دی جاتی ہے جس کے بعد وہ حق قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید لیا اور بہک گئے اور دنیا و آخرت کا نقصان اٹھانے والے بن گئے۔ سورۃ الصف میں ارشاد خداوندی ہے:

"وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ[22]".

ترجمہ: اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دیتا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"فلما زاغوا ای عدلوا عن الحق ولم يمتنعوا عن الإيذاء أزاغ الله قلوبهم صرفها عن قبول الحق والميل الى الصواب والله لا يهدي القوم الفاسقين هداية موصولة الى معرفة الحق او الجنة[23]".

ترجمہ: جب انہوں نے حق سے انحراف کیا اور اذیت رسانی سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے قبول حق اور راہ صواب سے ان کے منہ پھیر دیے اور اللہ تعالی نافرمانوں کو ایسی راہ نہیں دکھاتا جو انہیں حق کی معرفت عطا کرے اور انہیں جنت میں پہنچا دے۔

انہی لوگوں کے بارے میں قرآن پاک فرماتا ہے:

"وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ[24]".

ترجمہ: اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے گا؟۔

تقلید محض

اہل مذہب اور ان کے پیروکاروں میں تقلیدِ محض کا عنصر اس قدر نمایاں نظر آتا ہے کہ جیسے مذہب اور تحقیق دو متضاد چیزیں ہوں، حالانکہ ریسرچ کو دنیا میں اسلام نے ہی رواج دیا ہے۔ قرآن پاک میں جتنا زور تفکر و تدبر پر دیا گیا ہے، اتنا شاید عبادات پر بھی نہیں دیا گیا۔ قرآن حکیم انسان کو دعوت فکر دیتا ہے اور تحقیق کی راہیں کھولتا ہے۔ انسان حقائق سے تب ہی باخبر ہو سکتا ہے جب جستجو اور تلاش کو اپنا مدعا و مقصود بنالے۔ وگرنہ بے بہرہ رہتا ہے۔ اقبال اس حقیقت کی طرف اشارہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

آنکھ جن کی ہوئی محکومی و تقلید سے کور   نظر آتے نہیں بے پردہ حقائق ان کو[25]

جمود پرستی:

محض تقلید اور بس تقلید کا نقطہ انجام جمود پرستی ہے۔ اجتہاد کے دروازے بند کر کے ان پر پہرہ بٹھادینا، اور کسی بھی معاملے میں اجتہاد کی اجازت نہ دینا اہل مذہب کا طرہ امتیاز بن چکا ہے۔ حالانکہ جس امام کا یہ مقلد ہے اس امام کا وجود ہی قیاس اور اجتہاد کے عمل کو جاری رکھنے کی علامت ہے۔ تحقیق کا شوق ختم ہو چکا ہے، محض تقلید کو اپنا سب کچھ سمجھ لیا گیا ہے۔ تقلید محض نے امت کی صلاحیت سلب کر لی ہیں۔ آج اس امت کی صلاحیتیں تفکر و تدبر کی بجائے تخریب کاری پر ضائع ہو رہی ہیں۔ علامہ محمد اقبال جستجو کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خود کشی رستہ بھی ڈھونڈ، خضر کا سودا بھی چھوڑ دے[26].

جمود کا عالم یہ ہے کہ لوگ کسی بھی مسئلے میں تحقیق کیے بغیر لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ لوگ مذہب کی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے تو تیار نہیں لیکن اس کی خاطر جان دینے کو تیار ہیں۔ ملک پاکستان میں متعدد ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ جن میں بغیر حقیقت کو جانے اہل مذہب کی طرف سے کفر کا فتوی صادر ہوتا ہے اور متاثرہ شخص کو قتل کرنے کا حکم نامہ جاری کیا جاتا ہے۔ جس کام میں ہر نمازی و بے نمازی شریک ہوتا ہے۔ جو شخص کبھی مسجد میں بھی نہیں آیا ہوتا وہ بھی اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ اور فریق مخالف کی موت تک سکون سے نہیں بیٹھتا اقبال تقلید محض پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حلقہ شوق میں وہ جرات اندیشہ کہاں آہ محکومی و تقلید و زوال تحقیق[27].

اللہ تعالی نے انسان کی جبلت میں جستجو اور تفتیش کا جذبہ رکھا ہے جب انسان تحقیق کی راہ سے ہٹ کر خود پر جمود طاری کر لیتا ہے تو اس کا ضمیر اسے ملامت کرتا ہے اور اس کے دل میں اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔

مخدومیت:

تصوف اسلام کی خوبصورت اور عملی صورت ہے۔ خانقاہی نظام خلق خدا کی ضروریات کو پورا کرنے، غرباء کو سینے سے لگانے اور بھولے بھٹکوں کو راہ دکھلانے کا دل نشین انداز ہے۔ تاہم آج کا خانقاہی نظام اس کے برعکس لوگوں سے اپنے سارے مفاد پورے کرنے کا نام ہے۔ اب پیر زادوں کو خدمت کا ایسا نشہ چڑھ گیا ہے کہ مرید پر فرض ہے کہ پیر زادے اور گدی نشین کی ہر ضرورت پوری کرے۔ پیر زادوں کے علاوہ اہل علم بھی نشہ ءخدمت سے مست ہیں۔ اور اپنی خدمت کو دین کی خدمت کا نام دیتے ہیں۔

بناوٹی پیر صاحب کی حتی المقدور کوشش ہوتی ہے کہ اس کا مرید اس کے چنگل میں پھنسا رہے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر پیر صاحب شعبدہ بازی کا اظہار کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مرید کو بزرگوں کے ایسے واقعات جن میں خدمت مرشد پائی جاتی ہے سنائے جاتے ہیں اور مرید کو زہد و ورع کا درس دیا جاتا ہے تاکہ خدمت کا یہ سلسلہ بڑھتا چلا جائے۔ اقبال کہتے ہیں:

کرتے تھے بیاں آپ کرامات کا اپنی منظور تھی تعداد مریدوں کی بڑھانی[28].

عصر حاضر میں پیری مریدی ایک بہترین کاروبار بن چکا ہے۔ بس ایک دفعہ پیر صاحب کا تھوڑا بہت چرچا ہونے کی دیر ہے دنیا جہاں کی ہر نعمت پیر صاحب کے قدموں میں ڈھیر ہو گی۔ مریدوں کا تانا بانا لگ جائے گا۔ عزت و شہرت کا تاج پہنایا جائے گا۔ پیر صاحب کی ہر غلط، صحیح حرکت شریعت کا عملی اظہار سمجھا جائے گا۔ یہ بات متصوفین کے ایک قانون کا درجہ رکھتی ہے کہ درویش کی راہ اور لائن مولوی کی بیان کردہ

شریعت سے یکسر جدا ہے۔ مولوی صاحب قرآن و حدیث سے جس قدر بھی استدلال کر لیں وہ پیر صاحب پر اپلائی نہیں ہوتا۔ پیر صاحب کی جب راہ ہی جدا ہے تو ان کے لیے قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر و دیگر علوم شرعیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کا دین ہی الگ ہے۔ ظاہر سی بات ہے جھنم میں صرف دنیادار نے تو نہیں نہ جانا۔ پیر صاحب نے بھی تو جھنم کو شرف کرامت بخشنا ہے۔

پیر صاحب کے ہاں مریدین کے مختلف درجات ہیں۔ مال و دولت، حسب و نسب، ذات و پات و دیگر معیارات بھی ان کی درگاہ کی زینت بنتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مریدین کے اہل خانہ کے اعتبار سے بھی قرب و بعد کا معیار قائم ہے۔ مرید جب بھی پیر صاحب سے ملنے جائے گا کچھ نہ کچھ نذرانہ ساتھ لے جانا اس پر راہ سلوک پر چلنے کے لیے فرض ہے۔ اسی نذرانے نے ہی اسے اپنے پیر کی بارگاہ کا قرب بخشنا ہے اور پیر صاحب کا قرب تو خدا اور رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ہے۔ اسی قرب اور خدمت ہی سے تو مرید کو دنیا کی نعمتیں اور اخروی انعامات میسر آنے ہیں۔

دین کا رسم و رواج تک محدود ہونا:

مفادات کے حصول کا نام جب دین بن جائے تو دین و مذہب کا دائرہ چند رسوم تک محدود ہو جاتا ہے۔ اس عمل کی بدولت دنیادار و دین دار میں سے ہر طبقہ خوش ہے کہ احکام پر عمل کرنا نفس پر دشوار ہے، تو چند نذرانے اور متعین رسوم کا ادا کرنا ہی بخشش کے لیے کافی ہے۔ اور اسی کو تمام دین کا نام دیا جاتا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ جو لوگ دین میں خرافات میں قائل ہیں اور دین کو چند افعالِ مصنوعہ کا مجموعہ بنا بیٹھے ہیں، راہِ حق میں وہی سب سے بڑی رکاوٹ بنتے ہیں۔ اس مخالفت میں وہ کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں، اور یہ سب وہ خدمتِ دین سمجھتے ہیں۔

دین کو چند رسوم تک محدود کرنے والے اور اس فعل کو نجات کا ذریعہ سمجھنے والوں کے پیروکار اپنے مذہبی پیشواؤں کے اس فعل پر اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے پسندیدہ مذہبی رہنماؤں کی ہر جائز و ناجائز بات پر عمل کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ طرز عمل مذہبی عقیدت کی بنا پر کیا جاتا ہے، لیکن قرآن مجید نے اس عمل کو شرک سے تعبیر کیا ہے، کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے سوا حلت و حرمت کا اختیار کسی مخلوق کے سپرد کر دے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَ رُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ[29]".

ترجمہ: انہوں نے اپنے پادریوں اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مفہوم پوچھا، جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَلَيْسَ يُحَرِّمُونَ مَا أَحَلَّ اللهُ فَتُحَرِّمُونَهُ ويُحِلُّونَ مَا حَرَّمَ اللهُ فَتَسْتَحِلُّونَهُ؟ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ[30]".

ترجمہ: کیا جب وہ (علماء) اللہ تعالیٰ حلال کردہ چیز کو حرام کر دیتے تو تم اس کو حرام نہیں جانتے تھے؟ اور جب وہ (علماء) اللہ تعالیٰ حرام کردہ چیز کو حلال قرار دیتے تو تم اس کو حلال نہیں سمجھتے تھے؟ وہ (عدی بن حاتم) بولے کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ یہی اِن (علماء) کی عبادت کرنا ہے۔

خلاصہ بحث:

"غلو فی الدین" قرآنی تصور ہے جو دینی امور میں افراط و تفریط کے تصور میں استعمال ہوا ہے۔ اہل کتاب چونکہ دینی امور میں کمی و بیشی کے مرتکب ہوئے، ان کی طرف قرآن نے بھی اشارہ کیا لیکن مذکورہ مسائل کو حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان خرافات کو ختم کرنے کی تحریک چلائی جائے اور لوگوں میں شعور پیدا کیا جائے وہ دین کے معاملات کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ دین کے نئے پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کے لئے اجتہاد کرنے کا فریضہ ادا کرنے والے اداروں کی تشکیل نو کی جائے اور انہیں نئے تقاضوں کے مطابق اجتہاد کے لئے تیار کیا جائے۔

حوالہ جات

---

[1] النحل:16:49.

[2] الحسین ابن مسعود ابن محمد الفرا البغوی، معالم التنزیل، (510ھ)، (دار احیا التراث العربی ،بیروت 1420ھ)، ج:3،ص:81

[3] التغابن:64 :16

[4] النسا:4 :171

[5] امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، (فاران فاونڈیشن ،لاہور،1403ھ)، سورہ النسا:171.

6القشیری، عبدالکریم ابن حوازن ابوالقاسم 465، الرسالة القشیریه فی علم التصوف،(دارالمعارف،قاہرہ)، ج:1،ص:57

7ابوالحسن علی بن عثمان، علی الغزنوی الجلابی،کشف المحجوب ،(النوریه الرضویه پبلشنگ کمپنی،لاہور:1435ھ)،ص:18

[8] البقرہ:2 :47

[9] المائدہ:5 :18

[10] البقرہ:2 :111

[11] الجاثیه: 45 :23

[12] ابو الاعلی مودودی، تفہیم القرآن،(ادارہ ترجمان القرآن، لاہور)،الجاثیه:45 :23

[13] الترمزی،ابو عیسی محمد بن عیسی ،الجامع،(مکتبه ومطبعة مصطفی البابی الحلبی،مصر 1395ھ)،الحدیث:2459

[14] ابن عبد البر،ابو عمر یوسف ابن عبدالله ابن محمد النمری الاندلسی القرطبی المالکی،جامع البیان العلم وفرهدی،(دار ابن جوزی،مکه 1414ھ)،الحدیث:961

[15] ابو محمد ،عبدالرحمن ابن محمد الرازی، تفسیر ابن ابی حاتم،(مکتبه نزار مصطفی الباز،مکه،سعودیه:1419 ھ)، الحدیث:13158

[16] البیہقی، ابو بکر احمد ابن حسین ابن علی ابن موسی ،شعب الایمان ،(مکتب الرشید، الریاض، 1423ھ)، الحدیث: 2703

[17] التوبہ: 9: 34

[18] قاضی ثناءاللہ پانی پتی، التفسیر المظہری، (مکتبۃ الرشیدیہ، پاکستان)، ج: 1، ص: 62

[19] البقرہ: 2: 41

[20] الحسین ابن مسعود ابن محمد الفرا البغوی، معالم التنزیل (دار احیا التراث العربی ،بیروت 1420ھ)، ج: 1، ص: 109

[21] الصف: 61: 5

[22] الصف: 61: 5

[23] قاضی ثناءاللہ پانی پتی، التفسیر المظہری، ج: 9، ص: 277

[24] الجاثیہ: 45: 23

[25] ڈاکٹر محمد اقبال، ضرب کلیم، اقوام مشرق، اقبال اکادمی پاکستان، ص 550

[26] ڈاکٹر محمد اقبال، بانگ درا مشمولہ کلیات اقبال، اقبال اکادمی لاہور، 1995، ص 120

[27] ڈاکٹر محمد اقبال ،ضرب کلیم، اجتہاد ، ص 515

[28] ڈاکٹر محمد اقبال، بانگ درا، زہد اور رند، ص 143

[29] التوبہ: 9: 31

[30] ابو القاسم سلیمان ابن احمد ابن ایوب الطبرانی، المعجم الکبیر ،(ابن تیمیہ لائبریری ،قاہرہ)، ج: 17، ص: 92، ظبری، ابو جعفر محمد بن جریر ،جامع البیان فی تاویل القرآن ،(موءسسۃ الرسالہ، بیروت 1420ھ)، ج: 14، ص: 210